

تخصیص و ترجمہ — ادارہ الحق

ہمارے اسلاف
اپنے کردار کے آئینہ میں

کشمیر اپنے اسلامی ادوار میں

ماضی اور حال ☆

مجلد حضارۃ الاسلام دمشق سے ترجمہ شدہ

دمشق کے مجلہ حضارۃ الاسلام میں ”ہكذا عاشت کشمیر فی عہودھا الاسلامیہ“ کے عنوان سے استاذ اہل الفوائد کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں کشمیر کے ایک مسلم حکمران کے دور عدل و خوشحالی کی تصویر پیش کی گئی ہے اور تصویر کے دوسرے رخ پر شائستری اور نہرو کے دور استبداد کی جھلک بھی دکھائی گئی ہے۔ اس مضمون کا اردو ترجمہ بشکریہ حضارۃ الاسلام پیش ہے۔ ادارہ“

سلطان زین العابدین بن سلطان اسکندر ۱۴۲۰ھ میں تخت کشمیر پر شہنشاہ بنے اس وقت ان کی عمر ۱۹ سال تھی۔ انہوں نے پچاس سال کشمیر پر حکومت کی اس پر سے عرصہ میں کشمیری قوم نے عدل و انصاف کا وہ سنہری دور دیکھا جیسا کہ اسلام چاہتا تھا۔ انہوں نے مسلمان حکام کی اپنی قوم کے فلاح و بہبود ترقی و رفاهیت کی راہ میں زندگی قربان کرنے کی یاد تازہ کی۔ عہد سلطان میں کشمیر نے زندگی کے ہر شعبہ میں عظیم الشان ترقی کی جبر و فساد قتل اور جلا وطنی حق خود ارادیت کی پائمانی کا ہر مظاہرہ نہرو اور شائستری نے بیسویں صدی کے دوران کیا ازمنہ وسطی کے سلطان زین العابدین کے اس عادلانہ دور سے اس جابرانہ دور کی کوئی نسبت قائم نہیں کی جاسکتی۔

صنعت و حرفت | سلطان مرحوم نے صنعت و حرفت کی طرف توجہ دی۔ ایران، طوران، ترکستان اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے تجربہ کار ماہرین فن جمع کئے اور انہیں بہت بڑی مراعات اور امتیازات دیکر کشمیر میں ٹھہرایا جسکی وجہ سے کشمیر گھریلو دستکاری اور مختلف صنعتوں میں ایک مثالی علاقہ بن گیا اس کی قیمتی صنائع و اشعار کی شہرت دنیا بھر میں

پھیلی دنیا کی نظریں اسکی طرف اٹھنے لگیں اور ملک نے عظیم اقتصادی ترقی اور فادغ البالی حاصل کی۔ بارود یہاں تیار ہونے لگا۔ آتشیں اسلحہ اور کھیل کود آتشبازی کا سامان یہاں بننے لگا۔ جنگی سامان کی صنعت میں کشمیر نے اتنی ترقی کی کہ شاید ترقی کا احتمال سب سے پہلے کشمیر میں ہوا اسی طرح سلطان علاؤ الدین کے زمانہ میں بھی صنعت و حرفت نے یہاں تک عروج حاصل کیا کہ دنیا کی بہترین شاہیں، غالیچے، دیدہ زیب مصلے اور دیگر اشیاء کشمیر ہی میں بننے لگیں۔ لکڑی کی تراش تراش اور کھدائی کر کے بہترین ظروف و سامان یہاں تیار ہونے لگا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اعلیٰ صنعتی اور فنی مہارت حاصل کرنے کے لئے دوسرے ممالک کو وفد بھیجے جاتے کہ وہاں کی صنعت و حرفت اور تعلیم میں کمال حاصل کر کے کشمیر کے مزید عروج و ترقی کا باعث بن سکیں۔ اسی طرح طبی وفد کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی جاتی۔ مریضوں کے علاج و آراء کے لئے بہترین ہسپتال ڈسپنسریاں اور شفا خانے کھولے گئے۔ کئی مؤرخین کی رائے ہے کہ دہلی و لکھنؤ کے ممتاز طبی خاندان جن کی طبی مہارت اور سچائی کا دنیا میں شہرہ ہوا وہ سب کشمیر سے آکر دہلی و لکھنؤ میں آباد ہوئے تھے۔ اور ان خاندانوں کے سلسلہ کشمیر کے اس مسلمان بادشاہ کے سنہری دور سے ملتے ہیں۔ مؤرخ خواجہ عوام لکھتے ہیں کہ بادشاہ نے سمرقند سے ممتاز خواتین ڈاکٹر اور نرسیں بھی طلب کیں۔ اور کشمیر میں ”زبہ بچہ“ کے مراکز کھولے گئے۔ بلاشبہ سلطان ان ترقیاتی اقدامات کی وجہ سے اس وقت کے اکثر ملوک و سلاطین سے سبقت لے گئے تھے۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بادشاہ کے انقلابی اقدامات سے ذخیرہ اندوزی گرانفروشی کا نام بھی نہ رہا۔ تجارت پر لازم تھا کہ تمام مال تجارت بازار میں لاکر ارزاں نرخوں پر فروخت کریں۔

علم و ادب کی سرپرستی | سرپرستی کی اور کشمیری قوم اقتصادی اور معاشی ترقیات کے ساتھ ساتھ علم و ادب کے زور سے بھی آراستہ ہوئی۔ ہر طرف شعر و ادب کا چرچا ہوا۔ سلطان خود بھی عالم اور ادیب تھا۔ انہوں نے عربی اور فارسی کے علاوہ سنسکرت میں بھی اعلیٰ قابلیت حاصل کی۔ مؤرخین بتلاتے ہیں کہ سلطان ان چند ملوک و سلاطین میں سے تھا جنہیں شعر و ادب کا اعلیٰ ذوق حاصل تھا۔ ان کا دربار شعراء و علماء سے بھر رہا تھا۔ اور شاید وہ پہلے بادشاہ ہیں جنہوں نے ایک شاعر کے لئے تخت بچھایا اور اسکو ”ملک الشعراء“ کا فیض و مبلغ خطاب دیا۔ یہ شاعر ”شیخ احمد کشمیری“ تھے۔

فوج اور فتوحات | سلطان زین العابدین کے تخت نشین ہونے کے وقت کشمیری افواج کی تعداد ایک لاکھ پچاس اور ۳۰ ہزار سوار فوج پر مشتمل تھی۔ انہوں نے

انتھک جانفشانی اور کوششوں سے فوج کی از سر نو تنظیم کی۔ اور اس میں اطاعت اور جان نثاری کا روح بھونکا۔ یہاں تک کہ فوج بیرونی اور داخلی ہر طرح مداخلت کے لئے تیار ہوئی۔ اور کشمیری علاقہ کو مغربی تبت تک وسعت دیا گیا۔ اس علاقہ کی فتح کے دوران گوتم بدھ کا ایک سنہری بت ہاتھ لگا۔ قریب تھا کہ مجاہد اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں، سلطان نے اس بت کی تاجیخی اور فنی قدر و قیمت کی وجہ سے اسے فوجیوں سے لیکر محفوظ رکھا۔

سلطان کی ڈیپلومیسی اور خارجی تعلقات | ملک میں امن و امان قائم کرنے کے بعد سلطان نے ہمسایہ ممالک اور خاص طور سے بڑی بڑی

ریاستوں اور اہم حکمرانوں کے ساتھ گہرے روابط و تعلقات استوار کئے۔ خراسان و ترکستان آذربائیجان اور سجستان کی حکمرانوں کے لئے محبت سے بریں خطوط پیغامات اور پیش قیمت ہدایا دیکر سفراء بھیجے۔ اسی طرح سلطان محمد فاتح ترکی، شریف ملکہ اور بادشاہ دہلی کے ساتھ بھی نامہ و پیام اور تحائف کا تبادلہ ہوا۔ اور دونوں طرف سے گرجوشی کے مظاہرے ہوئے سلطان نے ہمسایہ و دور دراز کے بادشاہ و مسلمانین کے ساتھ خاص و محبت کی جو پالیسی اختیار کی اگر ہم اتحاد و باہمی روابط کی اس پالیسی پر چلتے تو آج مشرق اسلامی کی تاریخ کچھ اور ہوتی اور آج خاندانہ پالیسی کی بنیادیں چند افراد اور برسرِ اقتدار طبقہ کی ذاتی ہوس و لالچ کے لئے شرفساد اور جنگ و جدال کی بجائے علاقائی ترقیات کیلئے باہمی محبت و تعاون پر قائم ہوتیں۔ اس اسلامی بادشاہ نے دنیا کو پڑوس ممالک کے ساتھ معاملات سمجھانے اور امن و اتحاد کی راہ پیدا کرنے کا سلیقہ سکھایا۔

تصویر کا دوسرا رخ۔ ہندوؤں کا دور | اس عظیم مسلمان حاکم کی زریں تاریخ کا جب کشمیر کے موجودہ شہروں کی روٹ مار سے ہم موازنہ کرتے ہیں، جن کا سامنا آج کشمیری مسلمانوں کو ہے۔ پھر جمہوریت اور حقوق انسانی کے نام نہرو اور شامتری کے بلند بانگ دعوؤں کو دیکھتے ہیں تو لازماً یہ ماننا پڑے گا۔ کہ قرون وسطیٰ کا وہ مسلمان عادل بادشاہ اقوام متحدہ کے اس دور کے مقابلہ میں حقوق انسانی آزادی اور جمہوریت کا زیادہ قدردان اور سمجھنے والا تھا۔ ایک طرف بیسویں صدی کے مذہب دور کے موجودہ کشمیر کا سیاہ رخ ہے۔ دوسری طرف ازمنہ وسطیٰ کے ایک مسلمان حاکم کی یہ حالت کہ ہندوؤں کی تہذیب ان کے رسم و رواج کی حفاظت کے لئے خصوصی قوانین بنائے گئے تھے۔ کہ انہیں مذہب پر ہر طرح عمل کرنے کی آزادی ہو اور کہیں فرقہ دارانہ زیادتی نہ ہو سکے۔

تصویر کے دونوں رخ دیکھ کر ہمیں کہنا پڑے گا کہ شاستری دھرو کا یہ سیاہ دور تو ازمہ وسطی سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور ایک مسلمان عادل بادشاہ کا دور حکومت رعایا پروردی جمہوریت اور حقوق انسانی کی پاسداری کے لحاظ سے بیسویں صدی کے نمایاں شان ہے کہ آج بین الاقوامی منشور حقوق انسانی اور حتیٰ خود ارادیت کی آوازیں ہر طرف سے اٹھ رہی ہیں۔ مگر پروینگنڈہ الگ پیر ہے۔ اور عملی نمونہ پیش کرنا الگ چیز ہے۔ ایک بے لاگ مبصر کشمیر میں ہندوؤں کے سیاہ دور کو تعصب، ضد، ہٹ دھرمی، ظلم و فساد اور حقوق انسانی کی جہالت کے دور سے تعبیر کرے گا۔ اور سلطان زین العابدینؑ کے دور حکومت کو انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی اور عروج کے نام سے یاد کرتا رہے گا۔ ہندو رعایا سے سلطان کی رواداری کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ مسلمان ہندوؤں کے سامنے گائے ذبح کریں۔ (جس سے ان کی دلآزاری ہو۔) سلطان کی اس رواداری اور رعایت کا ہندوؤں پر یہ اثر ہوا کہ ان کے مذہبی پنڈتوں نے بھی مذہبی رسم و رواج کے سلسلہ میں اپنی مذہبی کتابوں کی حدود سے تجاوز نہ کرنے کا عہد کیا اور اس طرح اس سنہری اسلامی دور میں کشمیر کے ہندو اور مسلمان دوش بدوش امن و امان و عیش و راحت کے سایہ میں رہنے لگے۔ اگر کوئی باہمی جھگڑا پیدا ہو جاتا۔ تو سلطان ایک مجلس کے ذریعہ جس میں فریقین کے نمائندے ہوتے اس جھگڑے کو نمٹاتے امن و محبت کے طریقوں پر باہمی صلح و صفائی ہو جاتی۔

کاش! شاستری اس کشمیری مسلمان بادشاہ کے حالات پڑھ کر اپنی ظالمانہ پالیسی پر نظر ثانی کر لیتے اور سمجھ جاتے کہ جس کشمیر نے امن و راحت کا ایسا دور اور ترقی و عروج کی ایسی تہذیب کو دیکھا اس کشمیر کے غیور بادشاہوں کو قہر و ظلم کے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے مغلوب نہیں کیا جاسکتا اور نہ اسکی حساس رعایا سے انکی نارنج بھلائی جاسکتی ہے۔ اور نہ اس قوم کے اعلیٰ مروجہ نشانات کو مٹایا جاسکتا ہے۔ کاش! شاستری پر یہ حقیقت واضح ہو کہ استبداد و سامراج کبھی بھی اس قوم کو نہیں دبا سکی ہر اپنی آزادی استقلال و کرامت کے لئے ایک بار اٹھ کھڑی ہو۔

سلطان نے عدل و انصاف اور انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے خاص قوانین بنائے اور تانبے پیتل کی تختیوں پر کھدو کر بازاروں اور شاہراہوں پر انہیں لٹکایا۔ تاکہ رعیت اس سے باخبر رہے۔ اور قانون کا دائرہ عوام و خواص سب پر لاگو کر دیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کی اولاد، جگرہ دوست اور وزراء تک بھی قانون کی زور سے نہ بچ سکتے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک وزیر اور ایک رضائی بھائی تک

کو قتل کے جرم میں موت کی سزا دی۔ انہوں نے عوام پر جائز مقررہ لگان اور مالیہ سے زیادہ ٹیکس اور محصول لگانے پر سخت پابندی لگائی۔ دوسری طرف جیل خانوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں دستکاری رائج کی۔ اور قیدیوں کو اذیت ناک سزائیں دینا بند کر دیں۔ سڑکوں اور راستوں کے بنانے میں انہیں مشغول رکھنے کا آغاز انہوں نے کیا۔

سلطان مرحوم ملک کے کاشتکار طبقہ کو بھی بھروسے نہیں۔ اور ان کی رفاہیت خوشحالی اور زندگی کے حقوق سے نفع مند ہونے کے لئے کئی اسکیمیں بنائیں۔ سلطان نہروں کی کھدائی اور آبپاشی کے ذرائع کی خود نگہبانی کرتے۔ اور ان کے زمانہ میں غریب دیہاتی جاگیرداروں اور حکام کی دست درازیوں سے محفوظ تھے۔ ایک مستقل قانون کے ذریعہ آفیسروں اور حکام کو غریب عوام کے تحفے تحائف قبول کرنے سے روک دیا گیا عوام کی بھلائی و ترقی سے شغف و اہتمام کا یہ عالم تھا کہ ہر ماہ وہ الگ بیانات جاری کرتے۔ جس میں مختلف ضروری اشیاء کے نرخوں تک کو خود مقرر کرتے۔ سلطان کے دور میں مختلف اجتماعی سیاسی دفاعی اور تعلیمی ترقیاتی سکیموں اور اصلاحی اقدامات کی وجہ سے حکومت کی مالی ذمہ داریاں بڑھ گئیں۔ اور زیادہ سے زیادہ مالی ذرائع ہیا کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ سلطان نے اس کے لئے صنعت و حرفت گھریلو دستکاری کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کی۔ ملکی برآمدیں اضافہ کیا اسی طرح معادن اور کیمیائی کانوں سے انہیں بڑی مدد ملی۔ کوششوں سے تانبہ لوہے اور سونے کی کٹین دریافت کی گئیں۔ جس سے ملکی ترقی کی ضروریات پوری ہونے لگیں۔ اور ملک ایک عام خوشحال فارغ البالی اور عوام کی رفاہیت و فلاح کے راستے پر گامزن ہوا۔

کشمیر اسی طرح عرصہ تک ایک مستقل خود دار خوشحالی اور امن و اتحاد کا علمبردار ملک بنا رہا۔ اور اپنے اسلامی دور میں ترقی کی طرف برابر بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ شوخی قسمت سے اسے ہندو اقتدار و تسلط کی وجہ سے سیاہ بادلوں نے گھیر لیا۔ اور جیتا جاگتا کشمیر زلت اور خواری کے گھر ٹھہرے پھنس گیا۔

اگلی فرصت میں ہم اس سیاہ دور کی تصویر پیش کریں گے جس کا سامنا نہرو اور شاہنہری کے دور میں کشمیری مسلمانوں کو تلوار نیزوں بندوق اور مشین گنوں کی صورت میں کرنا پڑ رہا ہے۔

روسی حکمہ آثار قدیمہ کو ترکیانیہ میں کھدائی کے دوران پتوں پر بھی ہوئی بدھ مت کی ایک نادر تحریر ملی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ تحریر پانچویں صدی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس پر معزودوں سے متعلق بدھ مت کے احکام درج ہیں۔ تمام دنیا میں اپنی نوعیت

نادر تحریر کی
دریافت